# قراءت میں لحن جلی و خفی کی صورتیں
# ، حکم اور متعلقہ مسائل

تحریر

مفتی عبید الرحمان صاحب

رئیس دار الافتاء والارشاد، مردان

مکتبہ دار التقویٰ، مردان

# قراءت میں لحن جلی وخفی کی صورتیں، حکم اور متعلقہ مسائل

## باعثِ تحریر

رمضان کے مہینے میں اسلامی معاشرے کے مختلف طبقات کا قرآن کریم کے ساتھ تعلق میں اضافہ ہوتا ہے جو اگر ایک طرف خوش بختی، اور نیک شگونی کی بات ہے تو ساتھ ہی امت کی دینی حالت کا فکر و درد رکھنے والے حضرات کے ہاں اس میں درر مندی کا پہلو یہ سامنے آتا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے ضروری حقوق کا خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ اس میں بے شمار غلطیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اس لئے متواتر کئی سالوں سے اس بات کی ضرورت اور خواہش تھی کہ اس موضوع کو کھول کر بیان کیا جائے تا کہ خود بھی عمل کرنے کی توفیق نصیب ہو اور امت مرحومہ بھی درست تلاوت کرنے، سننے کی نعمت سے محظوظ ہو۔

## لحن کا تعارف

یوں تو لحن کا لفظ عربی زبان میں مختلف معانی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہاں اس سے غلطی اور خطاء کا معنی ہی مراد لیا جاتا ہے۔ پھر اس غلطی کی دو قسمیں ہیں، دونوں کی صورتیں اور حکم مختلف ہیں جن کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

## لحن جلی کی تعریف اور صورتیں

لحن جلی ایسے واضح، فاش غلطی کو کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے معنی مقصود میں تبدیلی پیدا ہوجائے۔ایسی غلطی کو عام طور پر عوام بھی محسوس کرتے ہیں۔ ایسی غلطی مجموعی طور پر دو چیزوں میں کی جاتی ہے:

۱: حروف کے مخارج میں: کہ کسی حرف کو اس کے اصلی مخرج سے ادا نہ کیا جائے۔

۲: صفات لازمہ میں: کسی حرف کے لازم صفات کی رعایت رکھنے میں کوتاہی سے کام لیا جائے۔

ان دونوں امور میں اگر کہیں غلطی کی جائے کہ مثلاً: کسی حرف کو اس کے اصل مخرج کے علاوہ کسی اور مخرج سے ادا کر دیا جائے یا کسی حرف کے صفات لازمہ کا لحاظ نہ رکھا جائے تو دونوں صورتوں میں اس غلطی کو لحن جلی کہا جائے گا اور اگر ان باتوں میں غلطی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ صفات عارضہ میں کوئی غلطی پیش ہو تو اس کو لحن خفی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

لحن جلی کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، مجموعی طور پر اس کو تین یا چار عناوین میں جمع کیا جا سکتا ہے، محقّق جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اعلم أن اللحن على ضربين: لحن جلي، ولحن خفي، ولكل واحد منهما حد يخصه، وحقيقة بها يمتاز عن صاحبه. فأما اللحن الجلي فهو خلل يطرأ على الألفاظ، فيخل [المعنى والعرف، وخلل يطرأ على الألفاظ فيخل بالعرف دون المعنى. وأما اللحن الخفي فهو خلل يطرأ على الألفاظ فيخل بالعرف دون المعنى.

وبيان ذلك أن الجلي المخل بالمعنى والعرف هو تغيير بعض الحركات عما ينبغي، نحو أن تضم التاء في قوله تعالى: {أنعمت عليهم} أو تكسرها، أو تفتح التاء في قوله: {ما قلت لهم} .

والقسم الثاني من الجلي المخل] بالعرف دون المعنىٰ نحو رفع الهاء ونصبها من قوله تعالىٰ: {الحمد لله}.[١]

ترجمہ:"لحن کی دو قسمیں ہیں: لحن جلی، لحن خفی۔ان میں سے ہر ایک کا اپنا ایک خصوصی حد ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے۔ لحن جلی سے مراد وہ غلطی ہے جس کا تعلق الفاظ سے ہو، جس کی وجہ سے لفظ کا معنی اور لہجہ بدلتا ہے، یا جس کی وجہ سے صرف لہجہ بدلتاہے۔ لحن خفی سے مرادوہ غلطی سے جس کی وجہ سے صرف لہجہ بدلتاہے اور معنی نہیں بدلتا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس لحن جلی کی وجہ سے معنی اور لہجہ دونوں بدلتے ہیں وہ حرکات میں ردوبدل کرنا ہے مثلا:"انعمت" میں تاء کو مضموم یا مکسور پڑھنا،"ماقلت لہم" میں تاء کو مفتوح پڑھنا۔دوسری قسم لحن جلی کی جس کی وجہ سے صرف لہجہ بدلتاہے مثلا"الحمد للہ" میں ہاء پر ضمہ یا فتحہ پڑھنا۔

"فوائد مکیہ" میں ہے:

"جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید کو قواعدِ تجوید سے پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے۔اگر تجوید سے قرآن مجید نہ پڑھا گیا تو پڑھنے والا خطاوار کہلائے گا۔ پھر اگر ایسی غلطی ہوئی کہ ایک حرف دوسرے حرف سے بدل گیا یا کوئی حرف گھٹا بڑھا تو دیا گیا یا حرکات میں غلطی کی یاساکن کو متحرک یا متحرک کو ساکن کر دیا تو پڑھنے والا گناہ گار ہو گا،اوراگر ایسی غلطی ہوئی جس سے لفظ کا ہر حرف مع حرکت اور سکون کے ثابت رہے صرف بعض صفات جو تحسین حرف سے تعلق

---

[١] التمهيد في علم التجويد،الباب الرابع في ذكر معنى اللحن وأقسامه،الفصل الثاني في حد اللحن وحقيقته في العرف والوضع،ص: ٦٢.

رکھتے ہیں غیر ممیّزہ ہیں۔ یہ اگر ادانہ ہوں توخوف عقاب اور تہدید کاہے، پہلی قسم کی غلطیوں کو"لحن جلی"اوردوسری قسم کی غلطیوں کو"لحن خفی"کہتے ہیں۔"[1]

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ لحن جلی کی درج ذیل صورتیں ہیں:

الف: کسی حرف کو دوسرے کے ساتھ تبدیل کرنا۔ اس کی نوبت تب آتی ہے جب حرف کو اس کے اصل مخرج سے ادانہ کیاجائے، مثال کے طور پر "عین "کالفظ کو اصل مخرج سے ادانہ کیاجائے تووہ"ہمزہ"بن جاتاہے۔

ب: کسی حرف کو زیادہ کرنا یا کم کرنا۔ مثال کے طور پر "الحمدُ"میں کے دال کو لمبا کیاجائے جس سے واو کی آواز پیدا ہوجائے یا لفظ"انّا"میں نون کے بعد آواز کو کھینچ کر"الف"ادانہ کی جائے بلکہ گھٹا کر"انّ"کا تلفظ کیاجائے۔

ج: حرکت اور سکون یا حرکات میں باہم ایک کو دوسرے کے ساتھ تبدیل کرنا۔ مثال کے طور پر حرکت کو سکون میں یاسکون کو حرکت میں تبدیل کرنا ،یازبر،زیر اور پیش میں سے کسی حرکت کو دوسرے میں تبدیل کرنا۔

## لحن جلی کاشرعی حکم

قرآن کریم کی تلاوت میں اس حد تک غلطی وغفلت سے کام لینا جو لحن جلی کی حد تک پہنچ جائے، ناجائز وحرام ہے۔ علامہ محقق جزری رحمہ اللہ وغیرہ کے کلام پر غور کرنے سے معلوم ہوتاہے کہ اس کے ناجائز ہونے کی بڑی اور بنیادی وجہ یہی ہے کہ اس سے معنی مقصود میں بگاڑ لازم ہوتاہے بلکہ بعض صورتوں میں تو

[1] فوائد مكيه،ص٧.

ایسی غلطیوں کی وجہ سے کلام کا معنی کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ معنی مقصود میں تبدیلی کے ساتھ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی ایسے معنی کا ایہام لازم آجائے جو بالکل غیر شرعی ہو بلکہ وہ شرعی بھی ہو مگر اس کلام سے اس کا قصد نہ کیا گیا تھا، اس لئے اس کی بنسبت وہ غیر مقصود ہی کہلائے گا اور اس کا ایہام پیدا کرنا ممنوع ہو گا۔

محقّق ابن جزری رحمہ اللہ اپنی کتاب "النشر" میں تحریر فرماتے ہیں:

وَلَا شَكَّ أَنَّ الْأُمَّةَ كَمَا هُمْ مُتَعَبَّدُونَ بِفَهْمِ مَعَانِي الْقُرْآنِ وَإِقَامَةِ حُدُودِهِ مُتَعَبَّدُونَ بِتَصْحِيحِ أَلْفَاظِهِ وَإِقَامَةِ حُرُوفِهِ عَلَى الصِّفَةِ الْمُتَلَقَّاةِ مِنْ أَئِمَّةِ الْقِرَاءَةِ الْمُتَّصِلَةِ بِالْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ الْأَفْصَحِيَّةِ الْعَرَبِيَّةِ الَّتِي لَا تَجُوزُ مُخَالَفَتُهَا وَلَا الْعُدُولُ عَنْهَا إِلَى غَيْرِهَا، وَالنَّاسُ فِي ذَلِكَ بَيْنَ مُحْسِنٍ مَأْجُورٍ، وَمُسِيءٍ آثِمٍ، أَوْ مَعْذُورٍ.[1]

ترجمہ: "بندوں کے لیے جس طرح قرآن کریم کے مطالب سمجھنا اور اس پر عمل کرنا عبادت ہے یوں ہی اس کے الفاظ کو درست طریقے سے پڑھنا اور الفاظ کو آپ ﷺ کی طرف سے متصل سند کے ساتھ نقل کرنے والے ائمہ قراآت کے مقررہ صفات کے مطابق ادا کرنا- جس کے خلاف پڑھنا اور اس سے اعراض کرنا گناہ ہے- یہ بھی عبادت ہے۔ اس معاملہ میں بعض لوگ تو نیکوکار اور اجر کے مستحق اور بعض گنہگار بعض معذور ہیں"۔

---

[1] النشر في القراءات العشر،بَابُ ذِكْرِ إِسْنَادِ هَذِهِ الْعَشْرِ الْقِرَاءَاتِ مِنْ هَذِهِ الطُّرُقِ وَالرِّوَايَاتِ،فصل في التجويد جامع للمقاصد حاوي للفوائد،ج١ص ٢١٠.

اسی بات کو اپنی ایک دوسری کتاب میں علامہ بغوی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ثم إن الناس كما أنهم متعبدون باتباع أحكام القرآن وحفظ حدودية فهم متعبدون بتلاوته وحفظ حروفه على سنن خط المصحف الإمام الذي اتفقت الصحابة عليه رضي الله عنهم وأن لا يجاوزوا فيما وافق الخط ما قرأته القراء المعروفون الذين خلفوا الصحابة والتابعين واتفقت الأمة على اختيارهم.[۱]

ترجمہ:"مسلمانوں کے لیے جس طرح قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنااوراس کے حدود کی حفاظت عبادت ہے اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت، مصحف عثمانی کے رسم الخط کے مطابق جس پر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے اس کے حروف کو یاد کرنا باعث ثواب ہے، نیز امت نے جس طرز کو اختیار کرنے پر اتفاق کیااور جس رسم الخط کے مطابق صحابہ کرام اور تابعین کے بعد معروف قراء نے پڑھاہے اس سے تجاوز نہ کرنا بھی ضروری ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت میں حروف کی تصحیح کا اہتمام کرنا ایک امر تعبّدی ہے۔ اس توجیہ کے مطابق اگر کہیں اس کی وجہ سے معنی مقصود میں بگاڑ لازم نہ بھی آئے تو بھی ایسی غلطی ممنوع وناجائز ہی قرار پائے گی۔

---

[۱] منجد المقرئين ومرشد الطالبين،الباب الخامس: "في حكاية ما وقفت عليه من أقوال العلماء فيها"،ص ٦٤.

## لحن جلی کی مزید قباحتیں

غور کیا جائے تو لحن جلی میں درج بالا دو وجوہات کے ساتھ مزید قباحت یہ بھی ہے کہ:

الف: لحن جلی کے بعد حرف و کلمہ کی جو بگڑی ہوئی شکل ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور قرآن نہیں ہے جبکہ قاری اس کو قرآن کریم ہی کی نیت سے پڑھتا ہے اور یہی باور کراتا ہے، یہ غیر شعوری طور پر ایک گونا افتراء و تقوّل علی اللہ ہے۔

ب: قاری اس بگڑے ہوئے کلمہ و حرف پڑھنے میں بھی عبادت و تقرب کی نیت کرتا ہے جبکہ کلام اللہ نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرنا بالکل بے جا ہے۔

ج: ان جیسی غلطیوں کے ذریعے قرآن کریم کے الفاظ وکلمات میں تحریف لفظی کا دروازہ کھلنے کا قوی اندیشہ ہے۔

د: اسی طرح رمضان وغیرہ مواقع میں لوگ کسی حافظِ قرآن کو اس اعتماد پر تراویح پڑھانے کے لئے آگے کرتے ہیں کہ وہ ان کو پورا قرآن کریم سنائے اور وہ حافظ صاحب بھی قوم کو یہی باور کراتا ہے ، اب اس کے باوجود اگر لحن جلی کا ارتکاب کیا جاتا رہے جیسا کہ تیز پڑھنے کی صورت میں عام اور مکرر مشاہدہ ہے تو ظاہر ہے کہ یہ ایک گونا خیانت بھی ہے۔

## لحن خفی: تعارف اور صورتیں

حروف کے مخارج اور ضروری صفات کے علاوہ جو غلطی کی جاتی ہے جس کی وجہ سے معنی مقصود میں تو کوئی بگاڑ لازم نہیں آتا، تاہم کلمہ کے حسن و رونق اس

کی وجہ سے متاثر ہوجاتاہے،ایسی غلطی کو "لحن خفی" سے تعبیر کیاجاتاہے،ایسی غلطیوں کا تعلق کلمہ کے ان صفات کے ساتھ ہوتا ہے جس پر کلمہ کی اصل حیثیت تو موقوف نہیں ہوتی تاہم ان کے ساتھ کلمہ کی خوبصورتی اور حسن ادائیگی مربوط ہوتی ہے۔ان جیسی صفات کو علم تجوید کی اصطلاح میں صفات عارضہ کہاجاتاہے۔ ایسی غلطی کاادارک عام طور پر ماہر قراء کرام ہی کرتے ہیں،عام لوگ اس کے صحیح ادراک کرنے سے قاصر ہوتے ہیں،شاید اس بنیاد پر اس کو "خفی "کہاجاتاہے۔ محقق جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واللحن الخفي هو مثل تكرير الراءات، وتطنين النونات، وتغليظ اللامات وإسمانها وتشريبها الغنة، وإظهار المخفى، وتشديد الملين، وتليين المشدد، والوقف بالحركات كوامل، مما سنذكره بعد.وذلك غير مخل بالمعنى، ولا مقصر باللفظ، وإنما الخلل الداخل على اللفظ فساد رونقه وحسنه وطلاوته..وهذا الضرب من اللحن، وهو الخفي، لا يعرفه إلا القارئ المتقن، والضابط المجود، الذي أخذ عن أفواه الأئمة، ولقن من ألفاظ أفواه العلماء الذين ترتضى تلاوتهم ويوثق بعربيتهم.[1]

ترجمہ:"لحن خفی کی مثال :راء کومکرر پڑھنا،نون کوجھن جھن کراداکرنالام کوپُرپڑھنا،یاموٹاپڑھنا،یاغنہ کی آواز پیداکرنااخفاء کی جگہ اظہار کرنا،لین کی جگہ

[1] التمهيد في علم التجويد،الباب الرابع في ذكر معنى اللحن وأقسامه،الفصل الثاني في حد اللحن وحقيقته في العرف والوضع،ص ٦٢.

تشدید اور تشدید کی جگہ لین پڑھنا، حرکات اور وقف کامل طریقے سے ادانہ کرنا ہے ۔ان غلطیوں کی وجہ سے معنی نہیں بدلتانہ لفظ میں کوتاہی ہوتی ہے، البتہ اس کی وجہ سے لفظ کی خوبصورتی ،رونق اورآب وتاب برقرار نہیں رہتا، اس قسم غلطی کوماہر قاری اور کامل مجود ہی پہچان سکتاہے جس نے ائمہ فن سے سیکھاہو اور جس کی عربی اور تلاوت قابل اعتماد ہو ان کے ساتھ مشق بھی کیاہو"۔

"فوائد مکیہ" میں ہے:

"جانناچاہیئے کہ قرآن مجید کو قواعدِ تجوید سے پڑھنانہایت ہی ضروری ہے۔اگر تجوید سے قرآن مجیدنہ پڑھاگیاتوپڑھنے والا خطاوار کہلائے گا۔پھراگرایسی غلطی ہوئی کہ ایک حرف دوسرے حرف سے بدل گیایاکوئی حرف گھٹابڑھاتودیاگیایاحرکات میں غلطی کی یاساکن کومتحرک یامتحرک کوساکن کردیاتوپڑھنے والا گناہ گار ہوگا،اوراگر ایسی غلطی ہوئی جس سے لفظ کاہر حرف مع حرکت اور سکون کے ثابت رہے صرف بعض صفات جو تحسین حرف سے تعلق رکھتے ہیں غیر ممیّزہ ہیں۔یہ اگر ادانہ ہوں توخوف عقاب اور تہدید کاہے، پہلی قسم کی غلطیوں کو"لحن جلی"اور دوسری قسم کی غلطیوں کو"لحن خفی"کہتے ہیں"۔[1]

## لحن خفی کاشرعی حکم

اس بات میں توشبہ نہیں ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اس کے تمام تر حقوق وآداب کی رعایت رکھناہی بہتر ہے اور جہاں تک ہوسکے، اس بات کا اہتمام کرلیناچاہیئے کہ کسی قسم کی لحن نہ آئے، لحن جلی اور خفی دونوں سے دور ہی

[1] فوائد مکیہ، ص ۷۔

رہا جائے۔ لیکن لحن خفی کا حکم کیا ہے؟ کیا یہ بھی لحن جلی کی طرح حرام و ممنوع ہے یا نہیں؟ اس میں اہل فن اور اہلِ علم کی درج ذیل آراء ہیں:

**پہلی رائے:**

پہلی رائے یہ ہے کہ لحن خفی بالکل حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ اس رائے کی بنیادی وجہ یہ ذکر کی جاتی ہے کہ اس غلطی کے ہوتے ہوئے بھی لفظ / کلمہ اپنی حالت پر برقرار رہتا ہے اور معنی مقصود میں بھی کوئی خاطر خواہ تبدیلی پیدا نہیں ہوتی، نیز ہر کسی کے لئے اس سے بچنا بھی آسان نہیں ہے، عام لوگوں کو اس بات کا پابند بنانا کہ وہ اس قسم کی غلطیوں سے بھی دور رہے اور پھر ان سے عملی طور پر اس کی توقع رکھنا بڑا مشکل ہے۔ یہ رائے حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ وغیرہ نے مقدمہ جزری کے شروحات میں ذکر فرمائی ہے اور عام طور پر اہلِ فن اسی رائے کو خاموش تائید کے طور پر ذکر فرماتے ہیں۔

**دوسری رائے:**

لحن جلی کی طرح لحن خفی بھی حرام و ممنوع ہی ہے۔ اس رائے کی بنیادی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ گو لحن خفی کی وجہ سے معنی مقصود میں بگاڑ پیدا ہونا ضروری ہے اور نہ متعلقہ حرف / کلمہ کا تبدیل ہونا لازم ہے لیکن ممانعت سے بچنے کے لئے صرف اتنی سی بات کافی نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ قرآن کریم کو صفات لازمہ اور عارضہ کی پابندی کے ساتھ ہر قسم کے لحن کی صورتوں سے بچتے ہوئے پڑھنا ضروری ہے، حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام سے اسی طرح سنا اور آپ ﷺ سے حضرات صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی وساطت

سے ہم تک یوں ہی پہنچا ہے، یہ ایک امر تعبّدی ہے جس کی پابندی ضروری اور خلاف ورزی ناجائز و حرام ہے، چنانچہ متعدد کتابوں میں یہ قصہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت کریمہ "انما الصدقات للفقراء" بغیر مد کے تلاوت کی، تو آپ نے اس پر انکار فرمایا کہ مجھے تو حضور ﷺ نے اس طرح نہیں پڑھایا اور پھر اس کو مد کے ساتھ دہرایا۔ یہ رائے علامہ برکوی رحمہ اللہ نے "در یتیم" کی شرح میں ذکر فرمائی ہے اور متعدد حضرات نے اس کو اختیار فرمایا ہے۔

## تطبیق

غور کیا جائے تو بظاہر دونوں آراء میں تضاد نہیں ہے بلکہ دونوں کو یوں کہہ کر جمع کیا جاسکتا ہے کہ لحن خفی بھی ممنوع ہی ہے، تاہم ظاہر ہے کہ لحن جلی کی صورت میں حرف یا کلمہ بالکل تبدیل ہو رہا ہے اور معنی مقصود میں بھی بیشتر خلل آہی جاتا ہے جبکہ لحن خفی میں یہ خرابیاں عموماً نہیں پائی جاتی، اس لئے لحن خفی کی ممانعت لحن جلی کی بنسبت کم تر ہے۔ لہٰذا یہ صاف صریح معنی حرام تو نہیں ہے تاہم بسا اوقات ناجائز پر بھی توسّعاً حرام کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

## لحن کرنے والے کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم

لحن جلی ہو یا خفی، دونوں شرعاً ممنوع اور گناہ ہیں ، لہٰذا جو شخص اپنے قدرت و اختیار کے ساتھ ایسا کرتا ہو، اس کو اپنے اختیار سے امام بنانا مکروہ ہے اور عام حالات میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی کراہت سے خالی نہیں ہے۔ حضرت

مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ اس نوعیت کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"هذاالفاضل لايصلي خلف الذي يلحن في القران لحناجليادائمابل عليه أن يأتي مسجداآخراويسعیٰ في عزل هذاالامام ونصب إمام آخرعالم قارئ وإن لم يمكن هذاولاذاك فيصلیٰ في بيته بالجماعة يجمع أهله ببنيه وبناته فيصلیٰ بهم"۔[1]

ترجمہ: "جو امام تلاوت میں لحن جلی کا ہمیشہ ارتکاب کرتا ہے یہ بزرگ اس بندے کے پیچھے نماز نہ پڑھے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ کسی دوسری مسجد کو چلا جائے یا اس امام کو معزول کر کے کسی عالم قاری امام کو مقرر کرے، اگر یہ دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں تو پھر اپنے گھر میں اہل عیال اولاد کو جمع کر کے باجماعت نماز پڑھنے کا اہتمام کرے"۔

## لحن پر مشتمل نماز کا حکم

قرآن کریم کی تلاوت میں، خواہ وہ نماز کے اندر ہو یا باہر، بہر حال لحن سے بچنا ضروری ہے اور لحن کرنا شرعاً ممنوع و گناہ ہے، تاہم ہر لحن سے نماز فاسد نہیں ہوتی چاہے وہ لحن جلی ہی کیوں نہ ہو، چنانچہ اعراب و حرکات کی غلطی، کہ ایک حرکت کے بجائے دوسرا حرکت پڑھا جائے، لحن جلی اور ناجائز ہے لیکن اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ رہا یہ سوال کہ کونسی غلطی سے نماز فاسد ہو گی اور کونسی سے فاسد نہیں ہو گی؟ اس میں بہت کچھ تفصیل ہے جو فقہی کتابوں میں عام طور پر "زلۃ

[1] فتاوى مفتي محمود، باب الحظروالإباحة، ج،۱۱ص۱۴۰.

القاری" کے عنوان کے تحت ذکر کی جاتی ہے، لہٰذا اس باب میں اس کی طرف مراجعت کرنی ضروری ہے۔

## عام اذکار میں لحن کا حکم

عام عربی بول چال میں تو تجوید کے قواعد کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور نہ ہی وہاں لحن سے بچنے کا وہ حکم ہے جو تلاوت میں لحن کرنے کا ہے، تاہم جو اذکار شرعی ضروری ہیں ان میں بھی لحن سے بچنا ضروری ہے، چنانچہ حضرات فقہائے کرام نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ اذان میں لحن سے بچنا ضروری ہے اور اگر لحن کے ساتھ اذان دی جائے تو اس سے سنت ادا نہیں ہوگی۔ "در مختار" اور "شامی" میں ہے:

(ولا لحن فيه) أي تغني بغير كلماته فإنه لا يحل فعله وسماعه كالتغني بالقرآن وبلا تغيير حسن، وقيل لا بأس به في الحيعلتين (قوله: بغير كلماته) أي بزيادة حركة أو حرف أو مد أو غيرها في الأوائل والأواخر قهستاني.[1]

ترجمہ: "اذان میں اس طرح خوش آوازی جس کی وجہ سے کوئی حرف، حرکت، مدوغیرہ کی کیفیت کا اضافہ ہوجائے شرعاناجائز ہے، البتہ اگریہ خرابی نہ ہوتو پھر خوش آوازی ممنوع نہیں۔ بعض علماء کے نزدیک حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح میں اس کی گنجائش ہے"۔

"نہر" میں ہے:

---

[1] الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الصلاة، ج١ص ٣٨٧.

(و) بلا (لحن) أي: تلحين وهو إخراج الحرف عما يجوز له في الأذان وهذا مكروه تحريما ولا شك أن تحسين الصوت مطلوب ولا تلازم بينهما وقيده الحلواني بما ذكر أما الحيعلتان فلا بأس بإدخال المد فيهما وإذا لم يحل في الأذان ففي القرآن أولى وحينئذ فلا يحل استماعه أيضا ويجوز أن يراد به الخطأ في الإعراب وهو مكروه أيضا.[1]

ترجمہ:"تلحین حرف کوناجائز حد تک بدلنے کو کہتے ہیں ۔ خوش آوازی اگرچہ شرعامطلوب ہے اور لحن اس کے ساتھ لازم نہیں تاہم لحن کاارتکاب کرنامکروہ تحریمی ہے۔حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح میں مد یعنی آواز کھینچنے کی گنجائش ہے۔جب اذان میں لحن کی گنجائش نہیں تو قرآن کریم کی تلاوت میں توضرور ناجائز ہوگی،لہذا اس کی طرف کان لگانا بھی جائز نہ ہوگا۔نیز لحن سے اعراب کی غلطی بھی مراد ہوسکتی ہے مگروہ بھی مکروہ ہے"۔

"نہر" کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حسنِ صوت اور لحن میں کوئی تلازم نہیں ہے، لہٰذا آواز کی خوبصورتی وعمدگی کا اس حد تک اہتمام کرنا جس کی وجہ سے لحن کرنے کی نوبت آئے، ممنوع ہے۔

## لحن کے ساتھ دی جانے والی اذان کا جواب

فقہائے کرام نے اس بات کی صراحت فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مؤذن اذان دیتے وقت لحن کاارتکاب کرتا ہے تو اس کا جواب دینا بھی ضروری نہیں ہے، کیونکہ

---

[1] النهر الفائق شرح كنز الدقائق،كتاب الصلاة،باب الأذان،ج١ص ١٧١.

جواب تو اس اذان کا دیا جاتا ہے جو سنت طریقے سے دی جائے اور لحن کے ارتکاب کی وجہ سے وہ مسنون اذان رہا نہیں۔ لہٰذا یہ ایسا ہی ہے جس طرح کوئی شخص قبل از وقت اذان دیدے، یا کوئی جنبی شخص یا خاتون اذان دیدے، تینوں صورتوں میں چونکہ اذان خلافِ سنت ہے لہٰذا اس کا جواب بھی غیر ضروری ہے۔"مراقی الفلاح"میں ہے:

"وإذا سمع المسنون منه" أي الأذان وهو ما لا لحن فيه ولا تلحين "أمسك" حتى عن التلاوة ليجيب المؤذن

ترجمہ:"اگر کوئی مسنون اذان سنے یعنی وہ اذان جس میں لحن اور حروف کو بدلنے کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو تو تلاوت چھوڑ کر اُسے اذان کا جواب دینا چاہیے"۔

اس کے تحت علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قوله: "وإذا سمع المسنون منه" ..ومفهوم التقييد بالمسنون أنه إذا كان على غير وجه السنة لا تندب متابعته ومفاهيم الكتب حجة قوله: "وهو ما لا لحن فيه" وأن يقع في الوقت.[1]

ترجمہ:"مسنون کی قید اس لیے لگائی کیونکہ اگر اذان س کے خلاف ہو تو اس کا جواب دینا مستحب نہیں، کیونکہ (یہ بات مفہوم مخالف کے طور پر ثابت ہوتی ہے اور) فقہی کتابوں میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے۔ جو اذان بروقت ہو اور لحن سے خالی ہو وہ مسنون ہے"۔

---

[1] حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة،باب الأذان،ص ٢٠١.

"شامی" میں ہے:

المسنون (قوله سمع منه) الظاهر: إن أن المراد ماكان مسنونا جميعه، فمن لبيان الجنس لا للتبعيض، فلو كان بعض كلماته غير عربي أو ملحونا لا تجب عليه الإجابة في الباقي؛ لأنه حينئذ ليس أذانا مسنونا، كما لو كان كله كذلك، أو كان قبل الوقت، أو من جنب أو امرأة. ويحتمل أن المراد ماكان مسنونا من أفراد كلماته، فيجيب المسنون منها دون غيره، وهو بعيد تأمل؛ لأنه يستلزم استماعه والإصغاء إليه وقد ذكر في البحر أنهم صرحوا بأنه لا يحل سماع المؤذن إذا لحن كالقارئ.[1]

ترجمہ: "مسنون اذان سے مراد پوری اذان ہے، چنانچہ اگر اذان کے بعض کلمات (غلط طریقے سے ادا کرنے کی وجہ سے) عربی کلمات نہ رہے، یا بدل جائیں تو باقی اذان کا جواب دینا مسنون نہیں، کیونکہ جیسا کہ کل کلمات بدلتے وقت یا وقت سے پہلے دینے سے، یا جنبی یا عورت کی اذان مسنون اذان باقی نہیں رہتی بعض کلمات کے بدلنے کا بھی یہی حکم ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ من تبعیض کے لیے ہو یعنی اذان کے کلمات میں جو جو بھی مسنون طریقے سے ادا کرے اس کو جواب دینا ضروری ہے باقی کا نہیں، مگر یہ تاویل کچھ بعید سا ہے، کیونکہ اس سے تو اس اذان کو سننے اور توجہ دینا لازم آتا ہے جبکہ بحر میں ہے کہ: قاری کی طرح جب موذن اذان میں لحن کا ارتکاب کرے تو اسے سننا جائز نہیں"۔

## لحن والے تلاوت واذان سننے کا حکم

"نہر" اور "شامی" کی درج بالا عبارات میں تصریح ہے کہ لحن پر مشتمل تلاوت واذان کا اپنے اختیار سے سننا بھی درست نہیں ہے۔ "فوائد مکیہ" میں ہے:

---

[1] الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج١ص ٣٩٧.

"پڑھنااور سننا، دونوں کاایک حکم ہے۔"[1]

اس کے تحت "حواشی مرضیہ" میں ہے:

"یعنی جس طرح لحنِ جلی کے ساتھ پڑھنا حرام ہے، اسی طرح لحن جلی کا سننا بھی حرام ہے اور جس طرح لحنِ خفی کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے، اسی طرح اس کا سننا بھی مکروہ ہے۔ بہر حال فعلِ ناجائز اور قبیح سے بچنانہایت ضروری ہے۔"

سننے کی صورت میں اگر چہ براہِ راست غلط تلاوت کرنے اور لحن کے ارتکاب کرنے کی خرابی نہیں ہے تاہم غور کیاجائے تو:

الف: بلا انکار و نکیر سننے کی صورت میں ایک تو غلط طور پر پڑھنے والے کی ایک گونا حوصلہ افزائی یا کم از کم اس کی تائید ہوتی ہے۔

ب: غلط پڑھنا جب گناہ ہے تو اپنی استطاعت کے مطابق اس پر نکیر کرنا ضروری ہے اور سننے کی صورت میں نکیر کے بجائے اس کی تائید ہو رہی ہے۔

ج: لحن جلی کی بحث میں جو لحن کی جو قباحتیں ذکر کی گئیں ہیں، وہ بیشتر خرابیاں سننے میں بھی متحقق ہو سکتی ہیں۔ اس لئے اپنے ارادہ واختیار سے لحن پر مشتمل قراءت یا اذان سننا بھی درست نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ ناکارہ عبید الرحمن۔ ٦ شوال ۴۴ھ

---

[1] فوائد مکیۃ مع حواشی مرضیہ، ص ۹